

اے ترا غمزدہ، یک قلم انگیز! اے ترا ظلم، سرسبز انداز
 تو ہوا جلوہ گر، مبارک ہو! ریش سجدہ حسین نیاز
 مجھ کو پوچھا تو کچھ غصہ نہ ہوا میں غریب اور تو غریب نواز
 اسد اللہ خاں تمام ہوا اے درینا! وہ رند شاہد باز

۱۔ شرح : میں نہ تو نغمے کا پھول ہوں، نہ ساز کا پردہ، صرف اپنی شکست
 کی آواز ہوں۔

نغمے کے پھول وہاں برستے ہیں، جہاں عیش و راحت کی مجلسیں گرم ہوں، کیونکہ
 وہیں نغمے گائے جلتے ہیں، وہیں ساز کے پردوں سے دلاویز ترانے نکلتے ہیں۔ میں
 سراپا درد ہوں، مصیبت کا مارا ہوا ہوں اور اپنی بربادی و ویرانی کا نوحہ زبانِ حال
 سے سناتا ہوں، جس طرح کسی شے کے ٹوٹتے وقت اس میں سے آواز نکلتی ہے۔

۲۔ شرح : اے محبوب! تو اپنی زلفوں کے پیچ و خم سنوارنے میں مصروف
 ہے، تجھے عاشق کی پریشانیوں اور مصیبتوں کا خیال کب آسکتا ہے؟ میں ایسے
 تفکرات میں الجھا ہوا ہوں، جن کا سلسلہ بہت دور تک پھیلا ہوا ہے۔

وہ تفکرات کیا ہیں؟ شاعر نے واضح نہ کیے۔ غالباً اس لیے کہ ہر شخص اپنے
 احوال کے مطابق ان کی تعبیر کرے۔ مثلاً مولانا حسرت موہانی کی رائے میں ایک
 اندیشہ یہ ہو سکتا ہے، محبوب نے زلفوں کے پیچ و خم کی آرائش اس لیے ضروری
 سمجھی کہ عاشق کو اس آرائش کے ذریعے سے وفا کے رشتے میں جکڑا رکھے۔ گویا اسے
 بدگمانی پیدا ہو گئی کہ شاید عاشق کو مجھ سے پہلے کی سی محبت نہیں رہی۔ عاشق اس
 بدگمانی کو اپنے عشق کے لیے باعثِ ننگ سمجھتا ہے۔ طباطبائی کے نزدیک اس
 آرائش سے محبوب کا مطلب یہ ہے کہ دیکھیے، اب کون کون عاشق ہے۔ عاشق کے
 لیے ایک اندیشہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس طرح دوسروں کو بناؤ سنگار دکھانا مقصود